تفسير احمد

سورة التين

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «التین» کا تفسیر و ترجمہ

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة التین

جزء (30)

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ(۸) آیتیں ہیں

وجہ تسمیہ:

اس سورت کا نام "التین" رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے شروع میں: "وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِۙ‏ ۝۱" کی قسم کھائی گئی ہے۔

نیز مفسرین نے اس سورت کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے: اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے چار اہم چیزوں کی قسم کھائی ہے، "وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِۙ‏ ۝۱ وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَۙ‏ ۝۲" (انجیر اور زیتون کی قسم یا شام اور بیت المقدس کی زمین کی قسم) جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، اس سورت کا نام "التین" ہے، اور یہ اس سورت کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے۔

سورت کے شروع میں "تین:انجیر" اور "زیتون" کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ انجیر اور زیتون میں بہت سی برکات پوشیدہ ہیں۔

بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ سورة التین میں اس قسم کی قسمیں انسان کی خوشنودی کے چار مراحل کی طرف اشار کرتی ہیں، اور سورہ آل عمران آیت ۳۳ پر ناظر ہے: (اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَۙ ۝۳۳)

ترجمہ:"بیشک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم کے گھرانے اور عمران کے گھرانے کو جہانوں پر چن لیا"

"تِيۡنِ" یہ اشارہ ہے جنت میں آدم علیہ السلام کے دور اور مقام کی، (کہ جنت ان مذکورہ اشیاء سے سجی ہوئی تھی)

"طُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ"موسی علیہ السلام کے مقام کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل سورہ آل عمران میں ہے۔

"الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ" یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کی طرف اشارہ ہے، جو صرف دین اسلام کے سایہ میں قابل رسائی ہے(سورہ ابراہیم)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان مراحل سے گزرتا ہے تو احسن تقویم تک پہنچ جاتا ہے۔

"تین" اور "زیتون" کے بارے میں مفسرین کی روایات

متعدد مفسرین نے اپنی تفسیروں میں "تین" اور زیتون" کے بارے میں بعض

(c) ketabton.com: The Digital Library

روایات نقل کی ہیں، ان کے ماخذ اگرچہ ثقہ نہیں ہیں مگر صرف معلومات کی غرض سے درج کیے جاتے ہیں:

1 - "تین اور "زیتون" سے مراد وہی دو مشہور پھل ہیں۔
2 - "تین" وہ مسجد ہے جسے حضرت نوح علیہ السلام نے جودی پہاڑ پر تعمیر کی تھی، اور "زیتون" شہر قدس کی مسجد ہے۔
3 - "تین" اور "زیتون" سے مراد وہ زمینیں ہیں جہاں انجیر اور زیتون کے درخت اُگتے ہیں۔
4 - "تین" اور "زیتون" شام کے دو پہاڑ کے نام ہیں۔
5 - "تین" اور "زیتون" دو شہروں کے نام ہیں۔
6 - "تین" اور "زیتون" شام کی دو مساجد کے نام ہیں۔
7 - "تین" مسجد الحرام ہے اور "زیتون" مسجد اقصٰی ہیں۔
8 - "تین" دمشق کا شہر ہے اور "زیتون" قدس کا شہر ہے۔
9 - "تین" دمشق کی مسجد ہے اور "زیتون" شہر قدس کی مسجد ہے۔
10 - "تین" وہ پہاڑ ہے جس پر دمشق بنایا گیا تھا، اور "زیتون" شہر قدس کا ایک پہاڑ ہے۔
11 - "تین" اصحاب کہف کی مسجد ہے(کہف:۲۱) اور "زیتون" شہر قدس کی مسجد ہے۔
12 - "تین" طور سینا پہاڑ ہے اور "زیتون" طور زیتا پہاڑ ہے۔
13 - "تین " سے آدم علیہ السلام کا زمانہ مراد ہے، اور "زیتون" سے مراد نوح علیہ السلام کا دور ہے۔
14 - "تین" اور "زیتون" فلسطین کی سرزمین ہے--
15 - بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ "زیتون" سے مراد وہی بیت المقدس کی زیتون ہے۔

کوہِ زیتا یا کوہِ زیتون

کوہِ زیتون کا نام زیتون کے اس درخت سے لیا گیا ہے جو اس پہاڑ میں بکثرت پایا جاتا تھا، عرب کوہِ زیتون کو کوہِ "طور" یا کوہِ "طورزیتا" کے نام سے بھی جانتے ہیں، اس لیے کہ طور کا گاؤں اس پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے، یہ پہاڑ بیت المقدس شہرکے مشرق میں واقع ہے، ایک ایسا پہاڑ ہے جس سے بیت المقدس کے پورے شہر کو دیکھاجاسکتاہے، اس پہاڑ کی بلندی سطح سمندر سے تقریباً "۸۲" میٹر ہے، کہا جاتا ہے کہ عیسی ابن مریم نے یہودیوں کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے کوہِ زیتون پر پناہ لی۔
اور متی کی انجیل میں بیت المقدس سے مخاطب ہوکر کہا: اے یروشلم، اے انبیاء کے قاتل! تو ایسا شہر ہے جو خدا کے پیغمبروں پر پتھر پھینکتا ہے،

(c) ketabton.com: The Digital Library

کئی بار میں نے چاہا کہ تمہارے فرزندوں کو اس طرح جمع کروں جیسے مرغی اپنے چوزوں کو اپنے پروں کے نیچے جمع کرتی ہے، لیکن تم نہیں چاہتے تھے، پس تو اب ایک ویرانہ کی صورت میں باقی رہے گا۔

سورۃ التین کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورۃ التین نےسورۃ البروج کے بعد شرف نزول پایا۔

سورۃ التین مکی ہے اس کا ایک(۱) رکوع، آٹھ(۸) آیتیں، بتیس(۳۲) الفاظ، ایک سو پینسٹھ(۱۶۵) حروف اور تینتیس(۳۳) نقطے ہیں۔

(قرآن کریم کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراء مختلف ہیں اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)

سورۃ التین اور سورہ انشراح کے درمیان ربط و مناسبت

سورہ شرح میں تخلیق اور مزاج کے لحاظ سے سب سے کامل اور اعلیٰ ترین انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے، اور سورۃ التین میں انسان کی ترکیب اور اس کی ظاہری ساخت اور کامیابی کے رُو سے نچلے درجے تک گرنے اور نورحق کی روشنی تک پہنچنے دونوں حالتوں کی خبر دیتا ہے۔

سورۃ التین کا سبب نزول

ابن جریر نے عوفی کے ذریعہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچھ لوگ ایسے تھے جو بڑھاپے کی وجہ سے عقل اور سوچ کھو بیٹھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں پوچھاگیا: چنانچہ خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی اور انہیں معاف کیا اور فرمایا: کہ ان کو ان نیک اعمال کا اجر ملے گا جو انہوں نے اسلام کی راہ میں اپنی عقل سے محروم ہونے سے پہلے کیے تھے۔(تفسیر و بیان کلمات قرآن کریم تالیف: شیخ حسنین محمد نحلوف، و اسباب نزول تالیف علامہ جلال الدین سیوطی، سورہ تین)

سورہ تین کے نزول کا وقت

قتادہ کہتے ہیں کہ یہ سورہ مدنی ہے، اس بارے میں ابن عباس ؓ کے دو قول ہیں: (۱) یہ سورہ مکی ہے، (۲) یہ سورہ مدنی ہے۔

البتہ جمہور علماء اسے مکی سمجھتے ہیں، اور اس کے مکی ہونے کی واضح علامت یہ ہے کہ اس میں مکہ کے لیے" وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ" (یہ سلامتی و الاشہر ہے) کا جملہ استعمال ہوا ہے۔

واضح رہے کہ اگر یہ سورت مدینہ میں نازل ہوتی تو مکہ کے لیے " یہ شہر" کی عبارت استعمال نہیں ہوتی، اس کے علاوہ سورہ " تین" کے مشتملات کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

طرف گہری نظرسے توجہ کی جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ کے ابتدائی ایام میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے، کیونکہ اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ اس کے نزول کے وقت کفر اور اسلام کے در میان کوئی تصادم شروع ہوا ہو، اور اسی لہجے میں ابتدائی مکی دور کی سورتیں دیکھی جاتی ہیں، جن میں لوگوں کو بہت مختصر اور تبلیغ انداز میں سمجھایا جاتا ہے کہ آخرت کا عذاب ضروری اور مکمل درست ہے۔

سورہ تین میں زیر بحث موضوعات

سورہ تین میں دو اہم مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اول: اللہ تعالیٰ کا انسان پر مہربانی کرنا

دوم: آخرت میں حساب اور سزاء پر ایمان

اس سورت کا آغاز ان مقدس اور محترم مقامات کی قسم سے ہوا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے لیے نزول وحی کے مقامات مقررکیےتھے، ان مقامات میں " بیت المقدس" ، " کوہِ طور" اور " مکہ مکرمہ" شامل ہیں۔

اور اس نے قسم کھائی ہے کہ انسان کو سب سے خوبصورت شکل میں پیدا کیا گیا ہے، اگر وہ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا تو اس کا مقام دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں پر ہوگا۔

اسی طرح سورہ تین میں حشر و نشر کے انکار کی وجہ سے ہونے والے کافر کی ملامت کی گئی ہے، کیونکہ ان تمام واضح اور قطعی دلائل کے بعد جو رب العالمین کی قدرت کے بارے میں ہیں کہ سب سے بہترین شکل و صورت میں انسان کی تخلیق کی گئی ہے، پھر وہ حشر و نشر کا انکار کرتا ہے:" لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ "

اور آخر میں: اس نے مؤمنوں کو انعام اور کافروں کو سزاء دے کر خدائی انصاف کا اظہار کیا ہے: فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِؕ۝ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ۝" یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جزاء اور قیامت ایسا امر ہے جو مسلم اور یقینی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة التين

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِۙ‏ ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَۙ‏ ﴿۲﴾ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِۙ‏ ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ
تَقۡوِيۡمٍ‏ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَۙ‏ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍؕ‏ ﴿۶﴾ فَمَا
يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِؕ‏ ﴿۷﴾ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ‏ ﴿۸﴾

سورت کا ترجمه

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِۙ‏ ﴿۱﴾	قسم ہے انجیر کی ! اور زیتون کی !
وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَۙ‏ ﴿۲﴾	اور طور سینین کی !
وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِۙ‏ ﴿۳﴾	اورقسم هے اس امن والے شهر کی (مکه معظمه)
لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ‏ ﴿۴﴾	یقینًا هم نے انسان کو سب سے اچهی بناوٹ میں پیدا کیاهے
ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَۙ‏ ﴿۵﴾	پهر هم نے اسے لوٹا کر نیچوں سے نیچا کردیا
اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍؕ‏ ﴿۶﴾	مگر وه لوگ جو ایمان لائے اور انهوں نے نیک اعمال کیے تو ان کے لیے نه ختم هونے والا اجر هے
فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِؕ‏ ﴿۷﴾	پس (اے انسان!) اس کے بعد کونسی چیزتجهے جزا کے بارے میں جهٹلانے پر آماده کرتی هے؟
اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ‏ ﴿۸﴾	کیا الله تعالی سب حاکموں سے بڑا حاکم نهیں هے

سورت کی تفسیر

محترم قارئین:

اس سورت کی مبارک آیات میں بنی آدم کی متوازن، اچهی اور خوبصورت ساخت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِۙ‏ ﴿۱﴾	قسم ہے انجیر کی ! اور زیتون کی !

(c) ketabton.com: The Digital Library

"تین" لغت میں بہ معنی " انجیر" اور " زیتون" وہی مشہور زیتون ہے جس سے لوگ تیل حاصل کرتے ہیں-ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ انجیر ہے جسے تم کھاتے ہو اور وہ زیتون ہے جس سے تم تیل نچوڑتے ہو (قرطبی:۱۱۰/۱۹)

عکرمہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتون کے اگنے، بڑھوتری اور نشوونما کی جگہ کی قسم کھائی ہے اور انجیر زیادہ تر دمشق میں اور زیتون بیت المقدس میں پائی جاتی ہے (البحر:۴۸۹/۸)

اور واضح بھی یہی ہے، کیونکہ کوہِ " طور "اور " البلد الامین" کا اس پر عطف ہونا اس قول کے ثابت ہونے کی دلیل ہے، پس قسم ان مقدس مقامات کی کھائی گئی ہےجن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر وحی کا نزول فرما کر ان کو باعزت اور مبارک بنایا۔

یہاں قسم کھانے کا مقصد یہ دو پھل ہیں یا مقصد کچھ اور ہے؟

مفسرین نے اس بارے میں مختلف تاویلات اور تجزیے پیش کیے ہیں، متعدد مفسرین کا خیال ہے کہ اس سورت میں ان دونوں مشہور و معروف پھلوں کے ذکر سے مراد وہ مفید غزا ہے جو مختلف قسم کی شفاء بخش خصوصیات رکھتی ہے۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سورہ میں اُن دو پھلوں سے "تین اور زیتون" مراد نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا، اس سے مراد: شہر "دمشق" اور بیت المقدس" میں واقع دو مشہور و معروف پہاڑ ہیں-یہ دونوں مقامات خدا کے بہت سے انبیاء اور بڑے پیغمبروں کا محل قیام رہے ہیں، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کی جگہ ہے، اور دوسری حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی جگہ ہے، تیسری اور چوتھی آیات کی قسموں کا سیاق و سباق جو مقدس سرزمینوں کا ذکر کرتے ہیں سمجھ سکتے ہیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: "التین" انجیر، اس سورت میں اس کا ذکر آدم علیہ السلام کے زمانے کی طرف اشارہ ہے جب وہ اور ان کی اہلیہ بی بی حوا جنت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپنے کے لیے درخت کے پتوں اور ممکنہ طور پر انجیر کا استعمال کرتے تھے، جیسا کہ اس سورت میں مذکور ہے: (سورہ اعراف آیت: ۲۲)

لفظ "الزیتون۔" زیتون سے مراد نوح علیہ السلام کا زمانہ ہے، جنہیں دوسرا آدم کہا جاتا ہے، گویا طوفان کے اختتام پر نوح علیہ السلام نے ایک کبوتر کو چھوڑا پانی میں اترنے کے بعد خشکی کی تلاش کے لیے، کبوتر زیتون کی شاخ لے کر واپس آیا، کبوتر کے واپس آنے سے اور اس کے زیتون کی شاخ

(c) ketabton.com: The Digital Library

لانے سے حضرت نوح علیہ السلام نے اندازہ لگایا کہ طوفان ختم ہوگیا ہے، اسی لیے اب زیتون کی شاخ بہت سے عربوں میں امن و سلامتی کی علامت کے طور پر جانی جاتی ہے۔
"طورِ زیتا" کی پہاڑی، بیت المقدس میں ہے (رجوع کریں: جزء عمَّ شیخ محمد عبدہ)
مفسر ابو حیان اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں لکھتے ہیں: "بظاہر اللہ کی مراد انجیر اور زیتون کی قسم کھانا ہے"، جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے انجیر کی قسم کھائی ہے، کیونکہ انجیر ایک ایسا پھل ہے کہ جولذت کم کرنے والی خرابیوں اور نجاستوں سے پاک ہے ، اسی لیے یہ چھلکے گودے، اور بیجوں سمیت کھایا جاتا ہے، اسی طرح انجیر بھی ، دوا بھی ہےاور غذاء بھی۔
انجیر نرم اور آسانی سے ہضم ہونے والی غذا ہے جو معدے میں زیادہ دیر نہیں رہتی، ایک نرم طبع دوا ہے، بلغم کو ختم کرتی ہے، گردے اور مثانے کو صاف کرتی ہے، جسم کو فربہ کرتی ہے، مسام کھولتی ہے اور قابل تعریف پھلوں میں سے ایک ہے۔
بہت سے ڈاکٹروں کا یہ بھی ماننا ہے کہ انجیر جسم کے لیے انتہائی مفید اور غذائیت بخش پھل ہے۔
اسی طرح زیتون بھی ایک پھل ہے، اس سے تیل بھی حاصل کیا جاتا ہے، اور اس سے بہت سی دوائیوں کے امتزاج میں استفادہ کرسکتے ہیں۔

وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲	اور طور سینین کی !

خازن نے کہا ہے کہ: اسے "سینین" اور "سینا" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں بر کت اور پھل دار درخت ہیں، اور ہر وہ پہاڑ جس میں پھل دار درخت ہوں، اسے "سینین اور سینا" کہتے ہیں (تفسیر خازن:۲۶۶/۴)
یاد رہے کہ صحرائے سینا میں کوہِ "طور سینین" واقع ہے، جس کی چوٹی پر حضرت موسی علیہ السلام نے رب العزت سے دعا کی تھی، اس پہاڑ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کانور چمکنے لگا، (سورہ مریم آیت: ۵۲ کی طرف رجوع کریں)
"طور سینین":
وادی سینا ہے جو آج مصر اور فلسطین کے درمیان واقع ہے، کوہِ طور ان پہاڑوں میں سے ہے جو شبہ جزیرہ سینا کے علاقےمیں واقع ہے، اس پہاڑ کو دین ابراہیمی بالخصوص یہودیت میں ایک خاص مقام حاصل ہے، یہودیوں کی روایات کی بڑی تعداد اس پہاڑی سے متعلق ہے یہی ان کی روایات کا سرچشمہ ہے۔
کوہِ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے تین ماہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

بعد وہاں گئے تھے، وہاں پہنچ کر اس کے قریب خیمہ زن ہوگئے تھے۔
دین ابراہیمی کی بعض روایات کے مطابق خدا نے اسی جگہ بنی اسرائیل کو شریعت عطا کی تھی، اس پہاڑی میں ہی سامری نے بچھڑا بنایا تھا۔
اس پہاڑ میں پہلی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آتی اور آگ کےذریعہ زیتون کے درخت کے نیچے ان پر تجلی ہوئی، (خروج: ۱۷/۱۶)
یہ پہاڑ لوگوں میں کوہِ حوریب، جبل اللہ، اور جبل موسیٰ کے نام سے مشہور ہے، یہ پہاڑ سطح سمندر سے ۲۲۸۵ میٹر بلند ہے اور العریش سے ۳۰ میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے۔
"سینین"کا مطلب ہے سنہرا، بعض نے کہا ہے کہ اس کا معنی طور سینا ہے جوکہ سورہ مؤمنون میں آیا ہے۔

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳	اورقسم هے اس امن والے شهر کی (مکه معظمه)

"الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ " سے یا شهر امین سے مراد : مکه مکرمه کے سرزمین هے، ایسی سرزمین جو زمانه جاهلیت میں بهی محفوظ علاقه اور خدا کا حرم مانا جاتاتها، اور وهاں پر کوئی کسی پر حمله نهیں کرسکتاتها، مکه مکرمه میں نه صرف انسانوں کے لیے بلکه جانوروں، درختوں ، پودوں اورپرندوں کے لیے بهی شهر "امین" کی حیثیت رکهتاهے ، وهاں کسی جانور کو هلاک نهیں کیا جاتا اور نه هی کوئی پودا کاٹا جاتاهے، سوائے اس قسم کے پودوں کے جن کی لوگوں کو ضرورت هے (مزیدتفصیل جزء عمّ شیخ محمد عبده میں مطالعه کرسکتے هیں)۔
"الْاَمِيْنِ" ایسی سرزمین جس میں امن وامان هو (رجوع کریں سوره بقره : 126، آل عمران : 97 ، قصص : 57) .
ان آیات میں "طُوْرِ سِيْنِيْنَ اور الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ " کے مفهوم واضح هیں کسی بهی قسم کے اختلاف کی ضرورت نهیں هے، جیساکه هم نے اوپر ذکرکیا که : ایک حضرت موسی کا اور دوسرا حضرت اسماعیل اور محمد صلی الله علیه وسلم کا مبعث هے۔
اگرهم قرآن کی دیگر آیات کی روشنی میں غور کریں تو بات واضح هوجائے گی که ان دونوں علاقوں میں ایک خاص مماثلت هے، اور وه یه هے که یه دونوں انبیاء اور دوجلیل القدر نبیوں کی طرف منسوب هیں ، طور سینا میں حضرت موسی علیه السلام اور "بلدالامین" میں حضرت محمد صلی الله علیه وسلم مبعوث هوئے، دونوں مبعث انبیاء اور نزول وحی کی جگهیں هیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قسم کا ربط "طورسینین اور بلد الامین " کا جواب قسم کے ساتھ ربط بالکل واضح اور ظاھرھے، کیونکه یه دونوں مقام وحی کا سرچشمه ہیں، اور ان میں عظیم ترین تاریخی شخصیتوں کا ظهور هوا، وه اچھی طرح گواهی دیتے هیں که انسان میں عظیم صلاحیتیں ڈالی گئی هیں ، اور وه بهترین ساخت میں پیدا کیا گیا هے، جیسا که وه جلیل القدر انبیاء که جو اس بلند وبالا مقام پر پهنچے، ان میں سے هرایک نے ایک عظیم اور همه گیر انقلاب برپاکیا، اور اندهیری رات میں مشعل فروزاں کی طرح چمکے، انهوں نے جاهل اور ستم زده معاشرے کے اندهیروں کو علم اور دین کی روشنی سے روشن کیا۔

ان چار پُرمعنی قسموں کو ذکر کرنے کے بعد جن کی طرف هم نے مختصرًا اشاره کیا، درج ذیل آیت میں قسم کا جواب دیتے هوئے فرماتے هیں:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۡ۴	یقینًا هم نے انسان کو سب سے اچھی بناوٹ میں پیدا کیاهے

هم نے انسان کو جسم اور روح دونوں کے لحاظ سے بهترین اور خوبصورت کل میں پیدا کیاهے، مجاهد نے کها: "اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ " یعنی : هم نے اسے سب سے خوبصورت اور بهترین شکل میں پیدا کیاهے (طبری : 30/ 156)۔

"لَقَدۡ خَلَقۡنَا... " چاروں قسموں کا جواب هے ، "احسن" سب سے خوبصورت، بهترین ، "تقویم" کا مطلب هے کسی چیز کو صحیح طریقے سے ، ایک معتدل نظام اور ایک قابل قدر معیار پرلانا، اور اس کا وسیع معنی اس حقیقت کی طرف اشاره کرتا هے که الله تعالی نے انسان کو هر لحاظ سے متوازن اور قابل بنایاهے، جسمانی ، ذهنی اور روحانی طور پر، کیونکه اس نےاسے هرقسم کا هنر دیاهے، اور اسے بهت بڑےمقاصد کے حصول کے لیے تیار کیاهے، اور انسان (جرم صغیر) چھوٹاجسم هونے کے باوجود اس میں عظیم دنیا (عالم کبیر) رکھ دی اور اتنی خوبیاں عطاکیں که اس خلقت کی لائق بنا : "وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِىۡۤ اٰدَمَ " (هم نے اولاد آدم کو عزت و عظمت دی) (سوره اسراء : 70)۔

وهی انسان جس کی تخلیق اورتکمیل کے بعد الله تعالی هے: "فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ ۡ۱۴ " عظیم اور بابرکت هے وه خدا جو بهترین تخلیق کرنے والاهے، لیکن یهی انسان ان تمام مراعات کے با وجود، اگر راه راست سے هٹ جاتاهے، تو ایسے گرے گا که " اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ" کی طرف چلایا جائے گا۔

چنانچه اگلی آیت میں فرماتے هیں: پھر هم نے اسے پست ترین منزلوں تک

(c) ketabton.com: The Digital Library

پهنچادیا، یعنی "اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ " سب سے نیچے تک پهنچادیا۔

کهتے هیں که: اونچے پهاڑوں کے پهلو میں همیشه گهری کهائیاں بهی هوتی هیں، اور انسانی ترقی کے اس چڑهتے هوئے عروج کے مقابل ایک خوفناک منزل بهی نظرآتاهے، کیوں ایسا نه هوکه، جب انسان ایک ایسی مخلوق هے جو بے پناه صلاحیتوں سے مالا مال هے که اگر وه اسے اچهے طریقے سے استعمال کرے تو عزت کی بلند ترین چوٹی پرفائز هوجائے، اور اگر وه اس تمام ذهانت اور هنر کو غلط طریقے سے استعمال کرے تو سب سے بڑی بد دیانتی کرے گا، اور یه فطری هے که اسے نچلی سطح پر گهسیٹا جائے گا۔

آیت مبارکه "لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمِ "○ "ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ" کے مفهوم سے پوری وضاحت سے همیں معلوم هوا که : انسان اصل میں پست پیدا نهیں هوا، اس کا زوال زندگی کے مراحل طے کرنے سے هوتا هے، درحقیقت انسان جو مخلوقات میں سب سے اعلی اور عظیم هے ، اس کا زوال بهی تمام مخلوقات میں سب سےپست هے، "اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمِ..... اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ " .

جیساکه سوره اعراف آیت "179" میں هے "اُولٰٓـئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ‌ؕ○ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ۝۱۷۹○ " (وه چوپایوں کی طرح هیں، بلکه ان سے بهی گمراه هیں)

انسانی زوال کا سبب بننے والے بنیادی عوامل میں سے ایمان اور نیک عمل سے دوری هے۔

واضح رهے که : ایمان هرقسم کی پستی اور نزول سے بچنے کا ذریعه هے۔

ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ۝۵○	پهر هم نے اسے لوٹا کر نیچوں سے نیچا کردیا

پهر هم نے اسےپستوں میں سے پست ترین بنادیا (اور اسے بدترین لوگوں کے گروه میں شامل کیا) "رَدَدۡنٰهُ " هم اسے لوٹائیں گے، اسے جگه دیں گے ، لفظ "رَدّ" کا اصل معنی واپس کرنا، اور ضمنی معنی جعل ، یعنی : رکهنا اور بنانا (روح المعانی).

"اَسۡفَلَ " مفعول به یا منصوب به نزع خافض هے ، "سٰفِلِیۡنَ " سب سے نچلے والے، پست لوگ ، جمع مذکر سالم هے ، اور اس سے مراد وه لوگ هیں جو اپنی انسانیت کو نظر انداز کرتے هیں، ایمان اور دینداری کی اونچائی پر چلنے کے بجائے کفر اور بد دیانتی کی کهائی کی طرف چلتے هیں۔

عالم اسلام کے مشهور مفسرین میں سے مجاهد اور حسن نے کها هے که: " اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ " سے مراد آگ اورجهنم کے سب سے نچلے درجے هیں ، ضحاک

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے کھاھے کہ : یعنی ھم اسے سب سے پست عمر کی طرف لوٹائیں گے جو کہ بڑھا پا ھے (تفسیر قرطبی: 19/ 115) .
مفسر آلوسی فرماتے ھیں : لفظ کے سیا ق وسباق سے معلوم ھوتاھے کہ یہ قیامت کے دن کافر انسان کی حالت کی طرف اشارہ ھے اور یہ ظاھر کرتاھے کہ اسے خوبصورت اور اصلی شکل میں پیدا کرنے کےبعد وہ انتھائی بدصورت اور مکروہ بن جاتاھے (آلوسی : 30/ 176).
"رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ " آیت مبارکہ کا یہ پیراگراف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ھے کہ جو لوگ کفر، شرک ظلم، جبر اور دیگر لغزشوں کا راستہ اختیار کرتے ھیں، وہ انسانیت کے مقام سے گرجاتے ھیں، اور اللہ تعالی کی نظروں میں نیچوں سے نیچے سمجھے جاتے ھیں، دنیا میں ناپاکوں اور آخرت میں دوزخیوں کی جماعت میں شامل ھوں گے، (اس کی تفصیل سورہ‌نساء : 145 ، صافات: 98 ، فصّلت: 29 ، بینة: 6 میں مطالعہ فرمائیں.
یھی انسان ان تمام صلاحیتوں اور سھولتوں کے ساتھ جو اسے دی گئی ھیں، اگر وہ راہِ راست سے ھٹ جائے، تو پھر وہ اتنا گرے گا کہ اسے گھسیٹ کر " اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ " تک لے جایا جائے گا، بعد کی آیت میں مزید فرمایا : سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے اور عمل صالح کرتے ھیں ان کے لیے ایسااجر ھے جو منقطع نھیں ھو گا: "اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ " .

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍؕ○٦	مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تو ان کے لیے نہ ختم ھونے والا اجر ھے

"غَيْرُ مَمْنُوْنٍ " نہ ٹوٹنے والا ، نہ رکنے والا، بغیر احسان جتائے (رجوع فرمایئں سورہ فصّلت : 8 ، قلم: 3 ، انشقاق: 25)
"مَمْنُوْنٍ " یھاں "منّ" کے مادہ سے ہے بہ معنی : رکاوٹ یا نقصان کے ؛ لھذا "غَيْرُ مَمْنُوْنٍ " سے مراد ھمیشہ کا انعام جو ھر قسم کے عیب سے پاک ھوتاھے، اور بعض نے کھا اس کا معنی منت احسان جتلانےسے پاک ھونا ھے، لیکن پھلا معنی زیادہ مناسب معلوم ھوتاھے.
اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہ کھاجاسکتاہے کہ : نجات کے لیے صرف ایمان کافی نھیں ھے، ایمان اور عمل صالح قرب الھی کے بنیادی عناصر ھیں، ایمان اور عمل صالح سب سے اھم ، بلکہ سب سے واضح اور اھم عوامل ھیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

جو انسان کو جنت میں داخل کرنے کا سبب بنتے ھیں وہ ایمان اور نیک عمل ھے ۔

یاد رکھیں کہ عمل کے بغیر ایمان کا کوئی اثرنھیں ، ایمان کے بغیر عمل بھی فائدہ مند اور مفید نھیں ، قرآن کی آیات پر مختصر نظر ڈالنے سے معلوم ھوتاھے کہ انسان اور معاشرے کی فلاح وبھبود کا انحصار دوچیزوں پر ھے : ایمان اور عمل صالح، ایمان والی زندگی اور اچھا عمل۔

خدا تعالی قرآن کریم میں فرماتاھے: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩٧ " (سورہ نحل، آیہ 97 134. – سورہ بقرہ، آیہ (82).

ترجمہ: "جو بھی نیک عمل کرے، مرد ھو یا عورت اور وہ مؤمن ھو تو یقینًا ھم اسے ضرور پاکیزہ زندگی بخشیں گے، اور یقینًا ھم سے اس کا اجرضرور بدلے میں دیں گے، ان بھترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے"۔

اور دوسری آیت :"وَ الّذينَ امَنُوا وَ عَمِلُوا الصّالِحاتِ اُولئِك اَصْحابُ الْجَنَّةِ هُمْ فيها خالِدُونَ" (سورہ بقرہ، آیہ 82) **ترجمہ:**" اور جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وھی جنت والے ھیں، وہ اس میں ھمیشہ رھنے والے ھیں" .

"ایمان" اور "عمل صالح" ان چیزوں میں سے ھیں جن کا خداتعالی نے ھم سے مطالبہ کیا ھے، اور اسے بنی نوع انسان کے کمال اور سعادت تک پھنچنے کے لیے شرط قرار دیاھے، یہ دونوں تصورات قرآن مجید میں بھت سے مواقع میں ایک ساتھ مذکور ھیں، اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پرزور دیاگیاھے، ان آیات کا ایک جائزہ لیتے ہیں: "وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّالِحاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّات تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهار"(سورہ بقرہ آیۃ 25) **ترجمہ:** اور ان لوگوں کو خوش خبری دے دیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے کہ بیشک ان کے لیے ایسے باغات ھیں جن کے نیچے نھریں بھتی ھیں۔

"الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّالِحاتِ طُوبى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَآب" (سورہ رعد آیۃ 29) ترجمہ: جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے خوشحالی اور اچھا ٹھکانہ ھے ۔

" فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّالِحاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلا كُفْرانَ لِسَعْيِه" (سورۃ انبیاء آیہ 94) ترجمہ: پس جو شخص کوئی نیک اعمال کرے اور وہ مؤمن ھوتو اس کی کوشش کی کوئی نا قدری نھیں ہوگی، ان آیات سے واضح ھوتاھے کہ ھمارا فریضہ خدا تعالی کے نزدیک "ایمان" اور عمل صالح" ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

علماء کرام "ایمان" اور "عمل صالح" کے درمیان ربط کو "درخت" اور "پھل" کے درمیان جیسا تعلق سمجھتے ھیں، جس طرح پھل دار درختوں میں سے صحت مند درخت پھلوں سے خالی نہیں ھوگا، اسی طرح ایمان عمل صالح سے الگ نہیں ھوگا، سوائے کمزور، اور کم نور ایمان کے جو ھوس اور خواھشات کے سامنے بے اثر ھوجاتا ھے، اور واضح تعبیر یه ھے که اعمال صالحه دل کے ایمان کی علامت ھیں .

البته اس کا یه مطلب یه نهیں ھے که معصیت یا گناه کبیره کے مرتکب کافرھیں، جیساکه خوارج کا خیال تھا، بلکه اس کا مطلب یه ھے که مضبوط ایمان یقینًا اعمال صالحه پر سبقت رکھتاھے، حالانکه ایسا لگتاھے کہ فرائض کا بجالانا اور ممنوعات کو چھوڑناایمان سے زیاده مشکل ھے، اصولاً اسے مقدم ھونا چاھیے، اس کی وجه یه ھے که قرآن اعمال صالحه کے سلسلے میں ایمان کی جڑ اور بنیاد کی طرف اشاره کرناچاھتاھے، ایمان اور عمل صالح کی تفسیر اتنی وسیع ھے که اس میں ایک طرف خدا پر ایمان کے تمام مراحل اور دیگر تمام اعتقادی بنیادیں، اور دوسری طرف قابل قدر ذاتی ، معاشرتی، سیاسی اور عبادات کام کی انجام دھی بھی شامل ھے .

" وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

(عصر/3-1) سوره عصر میں زمانے کی قسم کھاکر کھتاھے: " زمانے کی قسم ! که بیشک ھر انسان نقصان میں ھے، مگر وه لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور آپس میں حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رھے".

اکیلے ایمان کا کوئی فائده نهیں، ایمان اور عمل همیشه ساتھ ساتھ چلتے ھیں.

ایمان اور علم صالح کا تعلق

ایمان اور عمل صالح کا گھرا تعلق ھے، قرآن پاک کی متعدد آیات میں ایمان کے بعد اکثرعمل صالح کا بھی ذکر ھے، در حقیقت یه دونوں ترازو کے دوپلڑوں کی مانند ھیں، کہ ان میں سے ایک کے بغیر نهیں تولا جاسکتا ھے، عمل صالح کے بغیر ایمان کام نهیں آئے گا، اگر کوئی اسلام کے احکامات پر عمل کے بغیر ایمان کا دعوی کرتاھے تو اس کا ایمان دعوی سے زیاده کچھ نهیں یہ اسے کوئی فائده نهیں پهنچائے گا.

قرآن کریم اس بارے میں کھتاھے: " يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ" (انعام،158).

ترجمه: (مگر) جس روز تمھارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص پهلے ایمان نهیں لایاھوگا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائده نهیں دے

(c) ketabton.com: The Digital Library

گا یا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کئے ہونگے (توگناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہوگا اے پیغمبر ان سے) کہدو تم بھی انتظارکروہم بھی انتظار کرتے ہیں ۔

ایمان اور عمل صالح کو جوڑنے کے اثرات اور فوائد

قرآن کریم میں ایمان اور عمل صالح کے امتزاج سے حاصل ہونے والے فوائد اور ثمرات بتائے گئے ہیں کہ ان دونوں کا باہمی ایک قریبی اور براہ راست تعلق ہے، اگر ایمان روح کی گہرائیوں میں داخل ہوجائے تو اس کی شعاعیں انسان کے اعمال میں چمکتے ہے، اور اس کے اعمال کو صالح بنادیتی ہیں، کیونکہ عمل صالح ایمان کے درخت کا پھل ہے، اور ایمان جڑ کی مانند ہے، اور میٹھے پھل کا ہونا جڑ کی صحت کی دلیل ہے، جبکہ عمل صالح کے بغیر ایمان بے ثمر درخت ہے ۔

گناہوں کو مٹانا اور دور کرنا

نیک اعمال انسان کے پچھلے گناہوں کو مٹادیتے ہیں، الله تعالی فرماتاہے: "يُكَفِّرعنكم من سيآتكم " یقینا نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہے۔

سعادت اور نجات کا ذریعہ

انسان کی خوش بختی کا پیمانہ عمل صالح ہے، سعادت کے مختلف درجات اور مرتبے ہوتے ہیں، عمل صالح انسانی کمال کا پہلا مرحلہ ہے ، جوکہ احساسات اورقلب و ذہن میں پاکیزگی کا سبب ہے، الله تعالی فرماتاہے: "مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً‌ ۚ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۝۹۷ " (جوکوئی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو، ہم اسے پاکیزہ زندگی اور اجر دیں گے)، (سورہ نحل : 97)۔

نیک عمل انسان کی دنیا اور آخرت بدل دیتاہے، اور مؤمنوں کو دنیا اور آخرت میں اچھی زندگی عطا کرتاہے، ایمان کے ساتھ نیک اعمال سب سے بڑی قیمت رکھتے ہیں جواپنے کرنے والوں کے لیے خوشحالی اور نجات لاتے ہیں۔

قرآن کے نقطہ نظر اور فہم سے واضح ہوتاہے کہ نجات عمل صالح اور ایمان کا ہی نتیجہ اور اس کا ثمرہے، اس لیے خوشی کا معیار ایمان اور عمل صالح کی حقیقت ہے نہ کہ صرف زبانی اور لسانی دعوے، سعادت کا آخری درجہ رب سے ملناہے ، جوکہ عمل صالح سے ہی ممکن ہے، "فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا " جس کو رب سے ملاقات کی امیدہے پس اسےچاہیے کہ وہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

عمل صالح کرے، سورہ عصر میں زمانے کی قسم کھاکر فرماتاھے:" زمانے کی قسم ! که بیشک هر انسان نقصان میں هے، مگر وہ لوگ جو ایمان لاتے هیں "وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ " اورنیک اعمال کرتے هیں، اس سورت میں قابل ذکر بات یه هے که اکیلے ایمان کا کوئی فائدہ نهیں ، ایمان اور علم صالح همیشه ایک دوسرے کے ساتھ هیں۔

محبت اور دوستی پیدا کرنا

ایمان اور عمل صالح کے ثمرات میں سے ایک لوگوں سےدوستی اور محبت بڑھانا هے، جس کے بارے میں الله تعالی فرماتے هیں: "اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۹۶ " (جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے الله تعالی ان کی دوستی اور محبت کو لوگوں کے دلوں میں جگه دے گا)۔

پس دوستی کرناایمان اور عمل صالح میں سے ایک هے، اور ان دونوں کے دیگر فائدے بھی مرادهیں مثلا: اجر اور اچھا بدله دینا، اجر کا ضائع نه هونا، خوف اور امید رکھنا، مغفرت پانا، خوش نصیبی، کشادہ رزق، خداکی رحمت اور فضل سے فائدہ اٹھانا، تاریکی سے روشنی کی طرف رهنمائی، نقصان دہ نه هونا، بڑی فتح اور کامیابی، جنت اور اس کی ابدیت کا وعدہ وغیرہ۔

واضح رهے که مذکورہ بالا ثمرات اور فوائد اس شرط پر حاصل هوتے هیں که ایمان اور عمل صالح کو یکجا کیا جائے ، یعنی دونوں موجود هوں، ان کا حصول عمل صالح کے ساتھ ایمان کی موجودگی پر منحصر هے، اور الله تعالی نے اعمال صالحه کو انسان کی استطاعت اور طاقت کے مطابق مقرر کیاهے، تاکه مؤمنین ایمان کے ساتھ اعمال صالحه بھی انجام دے سکیں، آیات کے علاوہ بهت سی احادیث میں ایمان اورعمل صالح کے باهمی تعلق کوواضح کیا گیاهے۔

خلاصه کلام

تمام آیات و روایات سے یه بات واضح هوتی هے که ایمان اور عمل دوپروں کے مانند هیں: که ایک پرسے اڑنا ممکن نهیں اور یه دونوں لازم وملزوم حقیقتیں هیں، اور آیات وسنت میں ایمان اور عمل صالح کا موازنه کیا گیاهے، اس تناظر میں روایات میں تضاد کا نہ ہونا دونوں کے درمیان براہ راست تعلق کو ظاهر کرتاهے۔

فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِؕ۷	پس (اے انسان!) اس کے بعد کونسی چیزتجھے جزا کے بارے میں جھٹلانے پر آمادہ کرتی هے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی : اے منکر انسان! اب جب کہ تم جانتے ہو کہ اللہ نے تمھیں بھترین ساخت میں پیدا کیاھے اور وھی تمھیں تنزل کی طرف لوٹائے گا، تو پھر کیا چیزھے جو تمھیں قیامت اور عذاب کو جھٹلانے پر آمادہ کرتی ھے؟ ایک قول یہ بھی ہے کہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ھے" یعنی اے محمد! ان واضح اور یقینی دلائل کے ظاھر ھونے کے بعد پھرکون ہے جو آپ کا انکار کرے گا؟ .

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ۠	کیا اللہ تعالی سب حاکموں سے بڑا حاکم نھیں ھے

اپنے فیصلے اور انصاف میں ؟ اس میں کوئی شک نھیں کہ ھے، چونکہ اس نے انسان کو حسن وجمال اور بھترین ساخت کے ساتھ پیدا کیاھے، پھر اس نے اپنے منکروں اور کافروں کوجھنم کی آگ میں جھونک دیا، اور اھل ایمان کو اعلی درجات سے نوازا، پس اس کے انصاف کا تقاضاھے کہ قیامت قائم کرے، تاکہ مظلوموں کو ظالموں سے ان کا اجر اور بدلہ ملے۔

تفسیر المیزان میں اس مبارک آیت کے ضمن میں لکھا ہے: ایک سرزنش والے سوال کے ساتھ نسل انسانی کو مخاطب کیاگیاھے، تمھیں قیامت کے عذاب سے انکار کرنے پر کس چیزنے مجبورکیا؟ اگرچہ ھم نے نسل انسانی کو دوگروھوں میں تقسیم کیاھے، ایک وہ جن کو انعام دیا گیاھے، اور دوسرا وہ جو اسفل السّافلین کی طرف لوٹایا جائےگا ، تو کیا خدا کےاحکم الحاکمین ھونے کے علاوہ کو اور رائے ہوسکتی ہے، اور اس کا حکم کسی بھی حکمران کے حکم سے برترھے، کیونکہ اس کا حکم استحکام اور نافذ ھونے میں کسی دوسرے حکمران کے حکم سےافضل ھے، اور یہ واضح اورحکیمانہ فیصلہ ہے کہ ان دونوں گروھوں کے لیے مختلف سزائیں ھوں، اس لیے سزا کا ایک دن ھوناچاھیے ، تاکہ ھرایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزاملے، انسانی عقل اور فطرت بھی یہ تجویز نھیں کرتی کہ دونوں گروہوں کے درمیان ثواب عذاب کا دن نہ دیا جائے۔

محترم قارئین:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی گئی ھے:"فَإذا قَرَأَ أحَدُكُم : "وَالتّين وَالزّيتون... فَأتى آخرَها: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ؟... فَليَقُل: بلى وَأنا على ذلكَ منَ الشّاهدين." جب بھی تم میں سے کوئی : "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ" پڑھے، اور اس کے آخرمیں "اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ " تک پھنچے، تو اس کے بعد کھے، ھاں! (اللہ تعالی بھترین فیصلہ کرنے والا ھے) اورمیں تصدیق کرنے والوں میں سے ھوں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سوره التین کا پیغام

1 - دنیاوی نعمتیں حتی که کھانے پینے کی اشیاء قابل احترام هیں اور خدائی قسم کی مستحق ٹھهری هیں، " وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ"۔

2 - خوراک اورتحفظ کے ذریعه حاصل هونے والی صحت اور تندرستی انسانوں کی سب سے اهم مادی ضروریات هیں " وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ "۔

3 - وحی کا احترام حرمت زمینوں میں پهیل جاتا هے "طُوْرِ سِيْنِيْنَ "۔

4 - مکه مکرمه شهر کا امن وامان حضرت ابراهیم علیه السلام کی دعا هے، جنہوں نے کهاتها: "رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا" اور یه دعا قبول هوئی : "وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ "۔

5 - انسان تخلیق میں تمام دیگرمخلوقات سے افضل هے :" لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ " .

6 - الله تعالی انسان کی ابتدا اور انتها پر قادر هے: " خَلَقْنَا ..... رَدَدْنٰهُ "۔

7 - انسان کی اصل تخلیق میں پستی نهیں هے، اس کا زوال زندگی کے مراحل غلط طریقے سےطے کرنے سے هوتاهے، " لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ "۔

8 - انسان مخلوقات میں سب سے برترهے، مگراس کا گرنابهی تمام موجودات سے پست ترهوتاهے: اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ.... اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ" (جیساکه دوسر ی آیات میں فرماتے هیں: "أُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۝ " ۔

9 - ایمان اور عمل سے دوری پستی میں گِرنے کا سبب هے، اور ایمان هرقسم کی پستی اور نزول سے دوری کا ذریعه هے:" رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ.... اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ "۔

10 - گوکه خدا انسان کا خالق هے اور وه اپنی مخلوق کے ساتھ جس طرح چاهے معامله کرنے کا حق رکهتاهے، لیکن وه انصاف پرمبنی حکم کرتاهے، اور بهترین فیصله کرنے والا هے " اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ"۔

پهل اور میوه جات کا ذکر قرآن کریم میں

زمین سے اُگنے والے تمام پودے هرلحاظ سے اهم هیں، اور خدا کی عظمت کی واضح نشانیاں هیں۔

قرآن کریم میں پودوں کو "نبات" کے نام سے "20" سے زیاده مرتبه ، درختوں کو "شجر" کے نام سے "20" گنا زیاده ، پهلوں کو "فاکهة اورثمرة" کے عنوان سے "30" سے زیاده مرتبه ، اور اناج کو "حبّ" کے نام سے "9" اور نباتات کو "قضب اور بقل" کے نام سے دوبار ذکر کیا گیاهے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

انار "رُمَّان" کا لفظ تین مرتبه قرآن کریم میں ذکر کیا گیاھے، (سوره انعام ایت : 99، اور 141، سوره رحمن : 68).
انجیر "تین" کا نام ایک ھی مرتبه قرآن کریم میں ذکر کیاگیاھے، وه سوره " تین" آیت"1" میں ، انجیر مضبوط ترین پھلوں میں سے ایک ھے ، یا یوں کهه سکتے ھیں که انجیر ایک بهترین غذا ھے، جسے انسان کسی بھی عمر میں استعمال کرسکتاھے، انجیر بچوں، کھلاڑیوں اور کمزور یا بوڑھے افراد کے لیے قدرتی میٹھے کے طور پر استعمال کیا جاسکتاھے، وه اپنی غذائیت کے لیے انجیر کا استعمال کرسکتے ھیں.
کهاجاتاھے که: "افلاطون" انجیرکو اس قدر پسند کرتاتھا که بعض لوگ اسے یعنی انجیر کو فلاسفروں کا دوست کهتے تھے.
سقراط انجیرکو فائده مند مادوں کو جذب کرنے اورجسم سے نقصان ده جراثیم اور بیکٹیریا کو دور کرنے والا سمجھتاھے.
"جالینوس" نے پهلوانوں کے لیے انجیر کی ایک خاص خوراک رکھی تھی، رومی اور یونانی پهلوانوں کو بھی انجیر دیا جاتاتھا.
علماء کا کهناھے که انجیر مختلف وٹامنز سے بھر پور ھوتی ھے، اور بهت سی بیماریوں کے لیے اسے دوا کے طور پر استعمال کیا جاسکتاھے، خاص طور پر جب انجیر اور شهد کو برابر ملاکر پی لیاجائے تو یه معدے کے السر کے لیے بهت مفید ھے.
خشک انجیر کھانے سے یاد داشت مضبوط ھوتی ھے، اور انجیر میں جو معدنی عناصرہیں وه جسم اور خون کو متوازن رکھتے ھیں ، انجیر کسی بھی عمر کے افراد کے لیے غذا ھے، اور کسی بھی موسم ، اور ماحولیاتی حالات کے لیے غذا ہے.
"عنب" انگور کا پھل ، واحد اور جمع کی صورت میں "عنب اور اعناب" قرآن پاک میں انگور کا ذکر دس مرتبه آیاھے، (سوره رعد آیت : 4، سوره نحل آیت : 11 ، اور سوره یس : 34، سوره نحل آیت : 67، سوره اسراء آیت 32 ، کهف : 42) .
کهجور "رطب" کهجور کا درخت، (نخل،نخيل،نخلة) نخل اور نخیل کا لفظ قرآن عظیم الشان میں "20" مرتبه آیا ھے، (سوره رعد: 4 ، سوره انعام : 99 ، سوره ق : 10 ، سوره انعام آیت : 141 ، سوره یس آیت: 34) .
قثاء کھیرا بنی اسرائیل کے قصه میں مذکور ھے که وه ایک کھانے سے سیر نه ھوئے اور موسی علیه السلام سے دیگرسبزیوں کے ساتھ کھیرا بھی مانگا (سوره بقر آیت : 61) .

(c) ketabton.com: The Digital Library

"زیتون" کا نام قرآن پاک میں "6" مرتبه آیا هے، ایک اس کا ذکر براه راست اس درخت کی طرف اشاره هوا جو کوه سینا پر اگتاهے، اور اس سے تیل پیدا هوتاهے، (اس کا ذکر سوره مؤمنون آیت : 20 میں) اس طرح زیتون کے درخت کا نام دوبار اکیلے اور پانچ بار دوسرے پهلوں جیسے : کهجور، انار، انگور اور انجیر کے ساته استعمال هواهے، قرآن عظیم میں زیتون کے درخت کو خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بتایا گیاهے جو سوره نحل کی آیت "11" میں بیان هوئی هے، اور زیتون کے درخت کا برکت والے پهلوں میں ذکر هواهے (سوره نور آیت : 35) .
اسی طرح الله نے تعالی زیتون کے درخت کی قسم کهائی هے (سوره نور آیت : 35)۔
طَلّح "کیلا" ، کیلے کا ذکر قرآن پاک میں ایک بار آیا هے که جنتی اس کیلے کےٍ درخت سے کهائیں گے، جس کا پهل ایک دوسرے کی اوپر ڈهیر هوگا، (سوره واقعه آیت : 29)۔
البته قرآن کریم کے اکثر مفسرین "طلح" کوکیلے کا درخت سمجهتے هیں، لیکن فاروقی اسے (عصاره) کهتے هیں۔
پیاز "بصل" بنی اسرائیل کے قصے میں پیاز کا ذکر هے که وه ایک قسم کا کهانا کهاتے تهے، وه مطمئن نه هوئے اور انهوں نے موسی علیه السلام سے پیاز مانگی (سوره بقره آیت: 61) .
"فوم" لهسن قرآن کریم اور بنی اسرائیل کے واقعه میں حضرت موسی علیه السلام سے لوگوں کے مطالبات میں لهسن بهی شامل تها، (سوره بقره آیت : 61)۔
"منّ" ترنجبین قرآن کریم میں تین مرتبه " مَنَّ" کا ذکر هواهے، بنی اسرائیل کو عطاکی گئی نعمت کے طور پر (سوره بقره آیت: 57، سوره اعراف آیت :16 ، سوره طه: 80)۔
"کافور" کا لفظ قرآن کریم میں تین بار وه بهی سوره "الدهر آیت :5 " میں استعمال هواهے (سوره انسان: 5)۔
"زنجبیل" ادرک ، ایک بار قرآن کریم میں استعمال هواهے، اور اسے جنتیوں کا مخلوط مشروب کهاهے (سوره انسان: 17) .
"عدس" دال ، قرآن کریم اور بنی اسرائیل کے واقعه میں حضرت موسی علیه السلام سے ان مطالبات میں شامل تهی(سوره بقره آیت : 61) .
"یقطین" کدو کا ذکر قرآن پاک میں ایک بار سوره "صافّات" میں آیاهے، اور اس میں یوں بیان کیا گیاهے که الله تعالی نے حضرت یونس کو مچهلی کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

پیٹ سے بچاکر ان کے سرہانے پر دریا کے کنارے کدو کی بیل اگائی تا کہ وہ سورج کی تیز شعاعوں سے محفوظ رھیں ۔

جنت کے پھل اور باغات

ان آیات واحادیث میں اس بارے میں کوئی واضح اشارہ نہیں ھے کہ جنت میں کس قسم کےپھل دار درخت ھیں، یہ علم غیب کا حصہ ھے، ھم صرف اتنا جانتے ھیں کہ کتاب وسنت کے بعض شرعی نصوص کے مطابق جنت کے بعض پھلوں اور درختوں کے نام بتائے گئے ھیں، جیسے: انار، کھجور، سیب وغیرہ یا بیری کے درخت۔

لیکن یہ بات بھی ذھن نشین رھے کہ اھل جنت جو پھل چاھیں گے فراھم کیا جائے گا، کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد ھے : "وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝٢٠ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝٢١ " (سورہ واقعہ)۔

یعنی : جس قسم کا پھل جسے وہ جنتی چاھیں ، ان کے لیے بہترین اور خوبصورت شکل میں فراھم کیا جائے گا، اور انھیں ھرقسم کے پرندوں کا گوشت مھیا کیا جائے گا، جووہ چاھیں، جس طرح چاھیں، کباب بناکر یا پکا کر یا کسی اور طریقے سے ، اور "يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝٥٥ " (سورہ درخان: 55) یعنی جنت میں وہ جو پھل چاھیں گے، جس کا دنیا میں کوئی نام ھے یا جس کی دنیا میں کوئی پھچان نہیں ھے، جس کی مانند کوئی نہیں ھے وہ چاھیں گے بغیر کسی پریشانی اور مشقت کے ان کے لیے فورًا تیار ھوجائے گا۔

اور فرمایا: "وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝٣٢ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ۝٣٣ " (سورہ واقعہ: 32- 33)

یعنی وہ دنیا کی پھلوں کے مانند نہیں ھیں جو مخصوص اوقات میں نہیں مل سکتے اور مخصوص موسموں میں ھی ملتے ھیں، اور ان کا حاصل کرنا اور استعمال کرنا آسان ھے اور کوئی شخص کسی بھی حالت میں ان تک رسائی حاصل کرسکتاھے، اور فرمایا: "إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَّعُيُونٍ ۝٤١ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝٤٢ " یعنی: متقی لوگ مختلف سایہ دار، سرسبز اور گھنے درختوں کے درمیان اور بہتے چشموں کے پاس ھوں گے جو سلسبیل اور رحیق چشمے سے نکلتے ھیں ، بہترین اور پاکیزہ پھل جو وہ چا ھیں گے اور خواھش رکھیں گے ان کے لیے مھیا ھوگا۔

اور فرمایا: "وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۝ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۝ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۝ وَلَهُمْ فِيهَا

(c) ketabton.com: The Digital Library

اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۲۵ " (سوره بقره : 25) ترجمه: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رهے ان کو خوشخبری سنادو که ان کے لیے (نعمت کے) باغ هیں جن کے نیچے نهریں بهه رهی هیں جب انهیں ان میں سے کسی قسم کا میوه کهانے کو دیا جائے گا تو کهیں گے یه تو وهی هے جو هم کو پهلے دیا گیاتها اور ان کو ایک دوسرے کے هم شکل میوے دیے جائینگے اور وهاں ان کے لیے پاک بیویاں هونگی اور وه بهشتوں میں همیشه رهیں گے۔ اور جو پهل ان کے پاس لائے جائیں گے وه سب اچهائی اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک جیسے ہوں گے، اور ان کے لیے پاکیزه بیویاں هوں گے، اور همیشه هوں گے۔

تفسیر سعدی میں هے که: جنت کے پهل خوبصورتی اور ذائقے میں یکساں هیں، اور ان میں کوئی خاص پهل نهیں هے، اور اهل جنت همیشه عیش وعشرت میں رهیں گے، وه همیشه پهل کها کر لطف اندوز هوں گے "وأتوبه متشابِهًا" بعض لوگ کهتے هیں که جنت کے پهل نام میں ایک جیسے هوں گے، لیکن ذائقے میں مختلف هوں گے، ایک گروه کهتا هے که ان کا رنگ ایک جیسا هوگا، لیکن نام میں فرق هوگا، کچھ کا خیال هے که وه خوبصورتی اور لذت میں ایک جیسے هیں ، شاید یه بهترین قول هو۔

جب بهی ان پر کوئی نعمت پیش کی جائے گی، چونکه پهل دیکهنے میں ایک جیسے هوتے هیں، تو وه یه سمجهیں گے که یه پچهلے پهل جیسا هے، لیکن حقیقت میں ایسا نهیں هوگا، ذائقه اور خوشبو میں منفرد خصوصیات هوں گے، اور ایک دوسرے سے مختلف هوں گے، یه آیات بتاتی هیں که مطلوبه پهلوں کی جنت میں کوئی حد نهیں هے، اور یهاں تک که ایسے نئے پهل بهی هوں گے جو دنیا میں موجود نهیں تهے ۔

جنت کے درختوں کے بارے میں ذکر کیاگیاهے : "وَاَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ۙ۬ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِؕ ۝۲۷ فِىۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍۙ ۝۲۸ وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍۙ ۝۲۹ " (سوره واقعه) یعنی : خوش نصیب لوگ، سعادت والے لوگوں کی حالت کیسی هے: یعنی ان کی حالت بهت اچهی هے ، "فِىۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ " وه بیری کے درختوں کے درمیان هیں جن کے کانٹے ہٹالیے گیے اور کاٹے گئے هیں، اور ان کی تکلیف ده شاخوں کی جگه پهل لگادیا گیاهے، بیری کے درخت میں بهت سے وسیع فوائد ہیں اور اس کے سایه کی خصوصیات هیں انسان اس کے سایه میں سکون پاسکتاهے۔

"وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ " طلح ایک درخت هے جو صحرا میں اگتاهے ، اور اس کا پهل لذیذ اور مزیدار هوتاهے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابن ابی الدنیا سالم بن عار سے روایت کرتے ھیں که : انھوں نے کھا: رسول الله صلی الله علیه وسلم کے اصحاب کھتے تھے که: الله کرے کوئی دیہاتی بنده آئے تاکہ اس کے سوالات سے ھمیں فائده ہو، ایک دن ایک دیہاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم کے پاس آیا اور کھنے لگا: یارسول الله صلی الله علیه وسلم : الله تعالی نے جنت میں ایک درخت کے بارے میں بتایاھے حالانکہ وه تو وه تکلیف پھنچانے والاھے، اور میں نے نھیں سوچا تھا که جنت میں کوئی پریشان کن درخت ھے، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: کونسا درخت؟ کھا: بیری کا درخت، اس درخت کے کانٹے ھیں، اس کا کانٹا تو پریشان کن ھے۔

رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: مگر رب تعالی نے فرمایا: "فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ " (سوره واقعه:28) خدا نے اس کے کانٹے ھٹاکر ان کی جگه پھل پیدا فرمایاھے، ایسا پھل اس درخت سے نکلتاھے که جو "72" رنگوں میں آتاھے، اور اس کا کوئی رنگ دوسرے سے مشابه نھیں ھے ۔

اور فرمایا:" وَهُوَالَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ۝" (سوره انعام : 141) . ترجمه: اور خدا هی توھے جس نے باغ پیداکئے مچانوں پر چڑھائے ھوئے بھی اور جو مچانوں پر نھیں چڑھائے ھوئے وه بھی اور کھجور اور کھیتی جن کے طرح طرح کے ذائقے ھوتے ھیں اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ھیں اور بعض باتوں میں نھیں ۔

مختصر یه که جنت میں ھرقسم کے پھل ھیں ، جیسے : سیب ، کھجور، انگور ، انار ، زیتون وغیره، اور ھرقسم کے خوشبودار پھل اورپھول ھیں، ایک حدیث میں ہے کہ ، جنت میں ایسی چیزیں ھیں جو کسی آنکھ نےنھیں دیکھی ھیں، اور کسی کان نے نھیں سنیں، اور ان میں سے کچھ بھی کسی کی سوچ میں کبھی نھیں آسکتی، خداتعالی ھمیں وه سب نصیب فرمائے ۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

(c) ketabton.com: The Digital Library

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library